کواستعمال کرے) تو اخلاقی طور پر دوسروں کو بھی موقع ملنا چاہیے کہ وہ اس کی تصحیح اور توضیح کریں تاکہ عوام الناس غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ایسی صورت کو فرقہ واریت نہیں کہا جائے گا۔

ہم بصد احترام گزارش کریں گے کہ موجودہ حالات میں اتحاد و یکجہتی کی اشد ضرورت ہے۔لیکن اتحاد کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری کسی ایک گروہ کی نہیں ہے' بلکہ یہ تب ممکن ہے' جب تمام مسالک کے لوگ اور خصوصاً ذمہ داران اپنا اپنا کردار ادا کریں اور حکومت وقت انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی ایک گروہ کو دوسروں پر مسلط نہ ہونے دے اور تمام لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں۔

امید کرتے ہیں کہ آئندہ ان امور کا لحاظ رکھا جائے گا۔تاکہ قوم میں انتشار پیدا نہ ہو اور وطن عزیز فرقہ واریت کی لعنت سے بچا رہے۔

بدگماں حرم سے......!

پاکستانی سیاست کے اصول وضوابط پوری دنیا سے مختلف ہیں۔یہاں اقلیت ہمیشہ اکثریت پر حکمران رہی ہے۔جمہوریت کے نام پر ڈکٹیٹرشپ اور عوام کے نام پر شخصی حکومت غالب رہی ہے۔وڈیرے' جاگیردار' ریٹائرڈ جرنیل اور بیوروکریٹ نسل در نسل حکومت سازی میں شامل رہے ہیں۔نام بدلتے ہیں' شخصیت اور کردار وہی ہیں۔سیاست ایک کھیل کی شکل اختیار کر چکا ہے۔لہٰذا سیاست سیاست کھیلنے کا حق ہر کس و ناکس کو حاصل ہے۔لاتعداد سیاسی جماعتیں ہیں' بعض ایسی ہیں کہ ان کے تمام عہدیداران اور کارکنان کی تعداد تانگے کی سواریوں سے زیادہ نہیں۔لیکن یہ تو ذرائع ابلاغ کا کمال ہے کہ سیاسی منظر پر نمایاں نظر آتے ہیں۔

پاکستان میں سیاست سے بہتر کوئی مشغلہ نہیں ہے۔پہلے اعلیٰ سرکاری عہدوں کے مزے لوٹے جاتے ہیں۔قوم کا خون چوسنے کے لیے طرح طرح کے طریقے وضع کیے جاتے ہیں۔ریٹائرڈ ہونے کے بعد قوم کی بے بسی اور بے نوائی کا درد اٹھتا ہے۔ان کے حقوق حاصل کرنے کے لیے بڑی قربانی دیتے ہوئے میدان میں آتے ہیں۔کسی سیاسی جماعت کا نمائندہ بن کر الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔قسمت نے یاوری کی' منتخب ہو گئے۔تو براہِ راست کابینہ کے ممبر ناکامی کی شکل میں بھی خسارہ نہیں۔کسی پرائیویٹ چینل پر دانشوری کرتے ہیں۔قوم کے استحصال پر اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور ایسی ظالمانہ حکومت سے نجات کے لیے نہایت مفید مشورے دیتے ہیں۔

سیاسی میدان میں دوسروں کے ہمراہ ایک طبقہ وہ بھی ہے' جو دینی جماعتوں سے وابستہ ہے اور اسلام کے

نام پر سیاست سیاست کھیل رہا ہے۔ ان کا نظریہ ہے کہ جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی...... سیاست کا شوق پورا کرتے کرتے لشکر چنگیزی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ لیکن شوق ہے کہ پورا ہی نہیں ہوتا۔

یوں تو پوری قوم سیاست دانوں سے بیزار ہے اور وہ کسی پر بھی اعتبار کرنے کو تیار نہیں۔ ان کے اعلانات اور دعوؤں کو جھوٹ کا پلندہ تصور کرتے ہیں۔ وہ وردی اتارنے کا مسئلہ ہو یا مہنگائی ختم کرنے کا ایشو...... کسی ایک پر کوئی کان نہیں دھرتا۔ لیکن عوام میں یہ احساس بہر حال موجود ہے کہ دینی جماعتوں سے متعلق سیاسی رہنما وہ طرزِ عمل کیوں اختیار کرتے ہیں، جس میں جھوٹ، وعدہ خلافی، منافقت، خود غرضی، مفاد پرستی اور شخصیت پرستی کی بو آتی ہو اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ ہر آنے والے دن کوئی نئی بات اس میں شامل ہو جاتی ہے۔ عوام ان سے بدگمان ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یہ راہنما ایسے مسائل میں تو انتہائی قدم اٹھانے کو تیار ہیں، جس میں عوام کا ذرا بھی مفاد نہیں، لیکن وہ مسائل جو براہِ راست عوامی ہیں، ان پر کوئی تحریک چلانے کی بات نہیں کرتے۔ مہنگائی، امن وامان جیسے بنیادی مسائل نہ جانے کن کے سپرد ہیں۔ انسانی بنیادی ضرورتیں، صحت، تعلیم، خوراک پر کبھی عوامی مفادات کا تحفظ نہ کیا گیا۔ لیکن وہ امور جن پر قومی اسمبلی میں بات کرنے کی ضرورت ہے، بائیکاٹ کر کے باہر آ جاتے ہیں اور گلا کرتے ہیں کہ عوام سڑکوں پر نہیں آتے۔ بارہا یہ رہنما عوام سے اپیل کر چکے اور یہ کوشش بھی کر چکے کہ کوئی عوامی تحریک چل نکلے اور موجودہ حکمرانوں سے نجات مل جائے۔ مگر عوام ہیں کہ کسی اپیل کا ان پر اثر نہیں ہوتا۔ اس کی بنیادی وجہ عوام کا ان رہنماؤں پر عدم اعتماد ہے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ دینی رہنما پہلے عوام کو اعتماد میں لیں۔ ان کی بدگمانی کو دور کریں اور ان کے مفادات کی بات کریں اور وسیع تر قومی مفاد میں کسی تحریک کا آغاز کریں، تو ممکن ہے کہ لوگوں میں کوئی حرکت پیدا ہو۔ موجودہ حکومت عوام میں کس قدر مقبول ہے، اس کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے آزادانہ اور غیر جانبدارانہ الیکشن کرا لیں یا ان کے سر سے جنرل پرویز مشرف کی چھتری الگ کر دیں تو عوامی حمایت کا پتہ چل جائے گا۔

لیکن دینی جماعتوں کا کم از کم ایک وسیع حلقہ بہر حال پاکستان میں موجود ہے۔ اگر یہ رہنما صحیح طرزِ عمل اختیار کر لیں اور عوام کی امنگوں کے مطابق میدان عمل میں اتر آئیں تو کوئی وجہ نہیں، ایک انقلابی تحریک نہ بپا ہو۔

ہم امید کرتے ہیں کہ تمام دینی جماعتوں کے رہنما اس نکتے پر ضرور غور کریں گے اور عوام کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے حالات کی صحیح تشخیص کریں گے اور ذاتی مفادات پر قومی مفادات کو ترجیح دیں گے۔ ملک و ملت کے مفادات کے لیے خود بھی قربانی دیں گے اور پاکستان کے روشن مستقبل کے لیے عوام سے بھی قربانی طلب کریں گے۔ ایسے میں یہ قوم ان کے قدم سے قدم ملا کر چلے گی اور پھر کوئی ڈکٹیٹر ان کا رستہ نہ روک سکے گا۔ ان شاء اللہ۔